عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۶/ذیقعدہ تا ۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۸ تا ۱۴/فروری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۸

حج و عمرہ

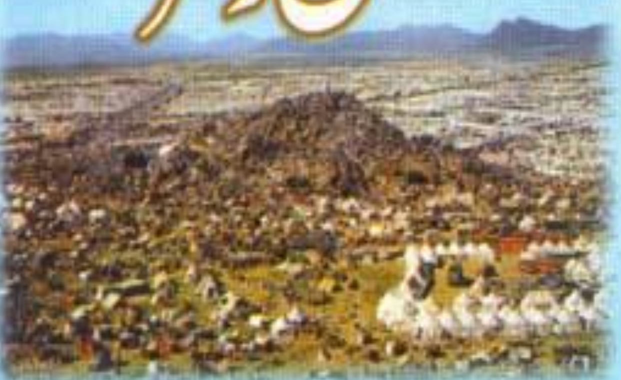

توضیح و تشریح الواسع جل جلالہ

رسالت و نبوّت
قرآن و حدیث کی روشنی میں

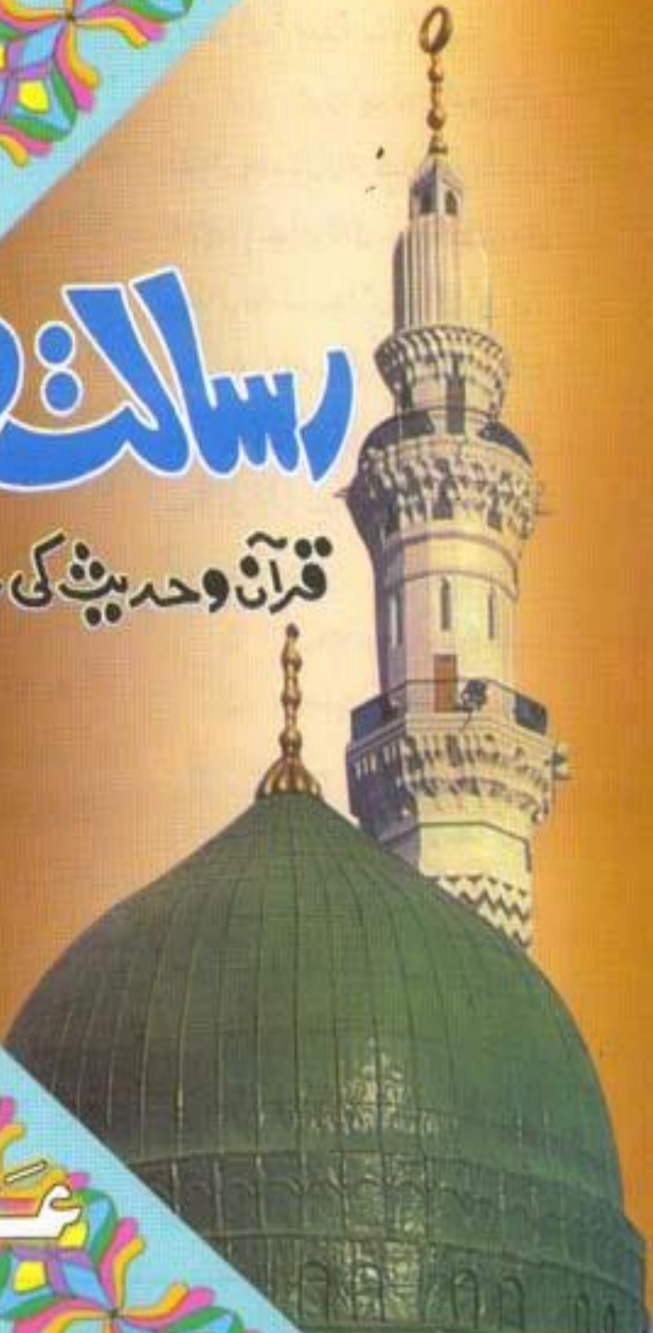

اسلام اور طبقاتی تفریق

عرب کا انوکھا تاجر

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

قربانی کے واجب ہونے کے چند اہم صورتیں:

س:...... میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے اگر بقرعید کے تین دنوں میں کسی دن بھی میں صاحب نصاب ہوجاؤں تو کیا مجھ پر قربانی کرنا واجب ہوگی؟

ج:...... جی ہاں! اس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ اور قربانی کے درمیان کیا فرق ہے؟ سو واضح رہے کہ زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے' اور قربانی بھی صاحب نصاب ہی پر واجب ہے۔ مگر دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے کہ نصاب پر سال گزر گیا ہو' جب تک سال پورا نہیں ہوگا زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن قربانی کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا کوئی شرط نہیں بلکہ اگر کوئی شخص عین قربانی کے دن صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ جبکہ زکوٰۃ سال کے بعد واجب ہوگی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ نصاب نامی (بڑھنے والا) ہو' شریعت کی اصطلاح میں سونا' چاندی' نقد روپیہ' مال تجارت اور چرنے والے جانور ''مال نامی'' کہلاتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر قربانی کے لئے مال کا نامی ہونا بھی شرط نہیں۔ مثال کے طور پر کسی کے پاس اپنی زمین کا غلہ اس کی ضروریات سے زائد ہے اور زائد ضرورت کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے چونکہ یہ غلہ مال نامی نہیں' اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں' چاہے سال بھر پڑا رہے' لیکن اس پر قربانی واجب ہے۔

س:...... میری دو بیٹیوں کے پاس پندرہ سولہ سال کی عمر سے دو تولے سونے کے زیور ہیں وہ اس کی مالک ہیں وہ ہماری زیر کفالت ہیں' ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم ان کی طرف سے قربانی کرسکیں۔ کیا ان بیٹیوں پر قربانی واجب ہے؟ اگر فرض ہے تو وہ قربانی کس طرح کریں؟ جبکہ ان کے پاس نقد پیسے نہیں؟ واضح رہے کہ دو تولے زیور کے دام تقریباً سات ہزار روپے بنتے ہیں۔

ج:...... اگر ان کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی رہتا ہے تو وہ صاحب نصاب ہیں' اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی دونوں واجب ہیں' اور اگر روپیہ پیسہ نہیں رہتا تو وہ صاحب نصاب نہیں اور ان پر زکوٰۃ اور قربانی بھی واجب نہیں۔

س:...... ہماری شادی کو ۴۱ سال ہوگئے لیکن میری بیوی نے صرف دو بار قربانی کی۔ کیونکہ میرے پاس اس کی طرف سے قربانی کرنے کے پیسے نہیں تھے' لیکن اس کے پاس اس تمام مدت میں کم وبیش تین چار تولے سونے کے زیور رہے ہیں۔ کیا میری بیوی پر اس تمام مدت میں ہر سال قربانی فرض تھی کیونکہ اس تمام مدت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بہرحال تین چار تولے سونے سے کم رہی۔ اگر فرض تھی تو کیا ۳۹ سال کی قربانی اس کے ذمہ واجب الادا ہیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ اس سے کیسے عہدہ برآ ہو؟ واضح رہے کہ ہم لوگ ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ قربانی اس پر واجب ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولے سونا ہو۔

ج:...... یہاں بھی وہی اوپر والا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی اہلیہ کے پاس زیور کے علاوہ کچھ روپیہ پیسہ بھی بطور ملک رہتا تھا تو قربانی واجب تھی اور زکوٰۃ بھی' جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور وہ نہ کرے تو اتنی رقم صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

س:...... میری ایک شادی شدہ بیٹی جس کے پاس پندرہ سال کی عمر سے دو تین تولے سونے کا زیور رہا ہے اور شادی کے بعد اور زیادہ ہی ہے۔ اس کی طرف سے نہ میں نے کبھی قربانی کی نہ اس نے خود کی اور نہ شوہر اس کی طرف سے کرتا ہے۔ ایسے میں کیا میری اس بیٹی پر ۱۵ سال کی عمر سے قربانی فرض ہے اور وہ بھی تمام سالوں کی قربانیاں ادا کرے؟

ج:...... اس کا جواب اوپر دیا جاچکا ہے۔

س:...... چند ایسے لوگ ہیں جن کے پاس نہ بقدر مالیت نصاب روپے ہیں نہ سونا ہے نہ چاندی ہے' لیکن ان کے پاس ٹی وی ہے' جس کے دام تقریباً دس ہزار روپے ہیں۔ ایسے لوگوں پر قربانی فرض ہے کہ نہیں؟

ج:...... ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں بلکہ لغویات میں شامل ہے۔ جس کے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۰ ۲۶ ذیقعدہ تا ۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ فروری ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳۸

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اسلام اور طبقاتی تفریق .... (اداریہ) 4
توضیح و تخریج الواسع جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
رسالت و نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں .... (حضرت مولانا مسیح اللہ شاہ) 9
حج و عمرہ .... (ڈاکٹر عبدالحی عارفی) 12
اسلام کی عالمگیر دعوت .... (ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر) 17
عرب کا انوکھا تاجر .... (محمد مطلوب طالب) 19
آخر انگریز نے غدار تلاش کر لیا! .... (جناب محمد فیاض) 22
قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات اور مغالطے .... (حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری) 24

اس شمارے میں

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-9 کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور طبقاتی تفریق

اسلام جس عالمگیر دعوت کو لے کر آیا ہے اس کا تقاضہ تھا کہ اس دین کو اقوام عالم بڑھ کر قبول کرتیں اور اپنے آپ کو اس عالمگیر دعوت کے قبول کرنے والوں میں سرفہرست حیثیت میں رکھتیں مگر بدقسمتی یہ رہی ہے کہ عموی طور پر اسلام کی اس عالمگیر دعوت کو محبت کی نظر سے دیکھ کر قبول کرنے کے بجائے بغض وعداوت کی نظر سے دیکھا گیا۔ اسلام نے جہاں امیر وغریب' گورے وکالے' چھوٹے وبڑے کے فرق کو دور کیا وہاں اس نے اقوام عالم کے درمیان عرصہ سے جاری نسلی جدال کو بھی ختم کیا اور اس نسلی فرق کو صرف پہچان کا ذریعہ قرار دے کر یہ واضح کردیا کہ اس فرق کو باہمی جدال یا نسلی برتری کا ذریعہ بنانا سراسر غلط ہے۔

موجودہ صدی میں جہاں اور چیزوں کا غلغلہ ہے وہاں یہ بات بھی بڑے زوروشور سے پھیلائی جاتی ہے کہ فلاں علاقہ یا فلاں ملک ترقی یافتہ ہے اور فلاں غیر ترقی یافتہ' جسے بالفاظ دیگر تیسری دنیا کا ملک بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ کی تفریق نے ماضی کے نسلی برتری پر مبنی معاشروں کی یاد تازہ کردی ہے' جس میں معاشرے کو مختلف طبقات اور کلاسوں میں تقسیم کردیا جاتا تھا اور پھر اس معاشرے سے تعلق رکھنے والے افراد کی ان طبقات یا کلاسوں میں تقسیم کی جاتی تھی' جس کی وجہ سے کسی کو معاشرے کا اول درجے کا شہری' کسی کو دوسرے درجے کا اور کسی کو تیسرے درجے کا شہری قرار دیا جاتا تھا۔

حیرت کی بات ہے کہ آج جب کہ بقول اس خودساختہ متمدن دنیا کے فلاسفروں کے کہ وہ ترقی کی بام عروج کو پہنچ چکے ہیں یہ طبقاتی تفریق نہ صرف باقی ہے بلکہ اس وقت یہ تفریق بھی گویا کہ اپنے عروج کو پہنچی ہوئی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی حکومتیں اور ان کے شہری غیر ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں اور ان کے شہریوں کو انسان ہی سمجھنے کو تیار نہیں' گویا ان کے نزدیک انسان کہلائے جانے کا مستحق صرف وہی ہے جو ان ترقی یافتہ ممالک کا شہری ہے اور دنیا کے دیگر خطوں میں رہنے والے مداری کی ڈگڈگی پر ناچنے والے وہ بندر ہیں جن کا کام صرف ترقی یافتہ ممالک کے شہریوں کے رعونت بھرے احکامات کو بجالانا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک اپنے مفادات کے تحفظ اور اس طبقاتی تفریق کو برقرار رکھنے بلکہ مزید ترقی دینے کیلئے ترقی پذیر ممالک یا تیسری دنیا کے ممالک کو مختلف مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں۔ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' ان کا مشہور مقولہ ہے۔ برصغیر ہندوپاک میں جب سفید طاغوت تاجروں کے بھیس میں داخل ہوا اور اس نے ''دوست نہ کہ آقا'' کا نعرہ بلند کرکے مسلمانوں کو رام کیا اور آہستہ آہستہ خود مسلمانوں کے باہمی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر ''آقا نہ کہ دوست'' بن بیٹھا تو اسے ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنے دشمن مسلمانوں' جن سے اس نے زمام اقتدار چھینی تھی' کے درمیان ایسے اختلافات پیدا کردے جن کی وجہ سے صدیوں تک مسلمان باہم دست وگریبان رہیں اور ان کو آپس کی یہ سرپھٹول دنیا میں اپنے عالمگیر مذہب کی ترویج سے روک دے۔ اس پالیسی پر عمل درآمد کی پہلی کڑی کے طور پر اس نے مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے بعض افراد کو کھڑا کیا جنہوں نے اس کے ایماء پر مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کی وہ خلیج پیدا کی جو آج صدیاں گزر جانے کے باوجود پاٹی نہیں جاسکی۔

ابلیس ابیض کی اسی پالیسی کا ایک حصہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے مسلمانوں جیسے ناموں والے ایسے افراد کو کھڑا کیا جائے جو مسلمانوں کے متفقہ عقائد پر اعتراض کرکے اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں کریں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک یک چشم عجمی قادیان سے اٹھتا ہے اور مہدی' مسیح' ملہم' مجدد' نبی اور رسول جیسے دعاوی کے ذریعے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہے' جس کے نتیجے میں نیچری' چکڑالوی اور دیگر گمراہ فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد اس کے ساتھ ہوجاتے ہیں اور ابلیس ابیض کی ذریت اس کے فتنے کو دنیا بھر میں پھیلنے میں مدد دیتی ہے۔

ان تمام حالات کو بغور دیکھنے کے بعد ہماری رائے میں مسلمانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قادیانی فتنے کی سنگینی کا احساس کریں اور پاکستان سمیت بیرون ملک اس فتنے کے خلاف سنجیدگی سے کام کریں۔ اس کام میں اولین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ وہ قادیانی جو اپنے مذہب سے لاعلم ہیں انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور قادیانیوں کی اپنی کتب سے ان پر ان کے مذہب کا باطل ہونا واضح کیا جائے' اس کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں قادیانی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں

کر رہے ہیں وہاں اسلام کی اصل تعلیمات اور پیغمبر اسلام کی دعوت کو عام کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کام پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کئے ہوئے ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں سے یہ امید رکھتی ہے کہ وہ اس عظیم کام میں اس کا بھرپور ساتھ دیں گے۔

آہ! حضرت مولانا قاضی محمد اللہ یار خانؒ

حضرت مولانا قاضی اللہ یار خان مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم مبلغین میں سے تھے۔ زندگی بھر اشاعت اسلام وترویج عقیدۂ ختم نبوت کے لئے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں' بہت ہی مرنجاں مرنج اور باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ آپ نے پاکستان بننے سے قبل دورۂ حدیث شریف کے لئے ہندوستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے جہاں آپ نے شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانیؒ' مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ایسے اکابر علماء ومحدثین سے دورۂ شریف کی تعلیم حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی۔

فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف مناظرہ کے لئے تربیت لی اور پاکستان بھر میں قادیانی فتنہ کی علمی خیانتوں اور بدعقیدگی سے امت مسلمہ کو باخبر کرنے کے لئے آپ نے لازوال خدمات سرانجام دیں' گوجرانوالہ اور کئی مقامات پر آپ نے ضلعی دفاتر میں بھی خدمات انجام دیں' لیکن آپ کا زیادہ تر وقت مرکزی دفتر ملتان میں گزرا اور آپ نے مرکزی مبلغ کے طور پر پورے ملک میں عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ ادا کیا۔

آپ ذی استعداد عالم دین اور انتہائی ذہین اور حاضر جواب مناظر تھے۔ چھوٹے قادیانی مناظرین سے لے کر قادیانی جماعت کے موجودہ چیف گرو مرزا طاہر احمد تک سے آپ کی گفتگو اور باضابطہ مناظرے ہوئے اور ہر جگہ آپ نے کفر کو شکست دے کر اسلام کے جھنڈا کو بلند کیا۔ آپ قادر الکلام اور شیریں بیاں مقرر تھے اور شہروں و دیہاتوں میں یکساں مقبول تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ ان کی زندگی کا معمول تھا۔

انتہائی صاف ستھرا اور سادہ مگر اجلا لباس پہنتے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور موجودہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے زمانہ امارت میں کمال اطاعت و ذمہ داری کے ساتھ خدمات سرانجام دیں۔ یاد نہیں پڑتا کہ کسی مشکل سے مشکل تبلیغی سفر سے انہوں نے کبھی عذر کیا ہو۔ دفتر مرکزیہ جو پروگرام ترتیب دے دیتا تھا اسے نبھانا وہ اپنے اوپر فرض قرار دے لیتے تھے۔

مرحوم انتہائی اچھے دوست تھے' اکابرین امت کے ساتھ وقت گزارا تھا اور انہیں حضرات کی روایات کے امین تھے' نہ صرف رد قادیانیت بلکہ رفض و بدعت اور دوسرے کئی موضوعات پر بھی آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تقریر بھی متنوع ہوتی تھی' اپنے بیان کو دلآویز بنانے کے لئے اپنے حافظہ کے ساتھ ساتھ گلے سے بھی کام لیا کرتے تھے۔ قرآن وسنت کے ضروری حوالہ جات انہیں مستحضر تھے۔ کئی اشعار ان کی نوک زبان تھے اور موقع ومحل کی مناسبت سے ان سے کام لینے کا فن بھی وہ جانتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے ان کی نصف صدی کی حسین یادیں وابستہ ہیں' ان کی سنہری خدمات اور مخلصانہ مساعی ان کے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں۔

مولانا مرحوم گزشتہ چند سالوں سے اپنی پیرانہ سالی کے باعث گھر پر مقیم تھے' آنکھوں میں موتیا اتر آیا تھا' مرحوم نے اس کا آپریشن کرایا جو کامیاب رہا' تمام بچوں' بچیوں کی شادیاں کر کے اس فریضہ سے بھی سبکدوش ہوگئے تھے' مرحوم کی تمام نرینہ اولاد برسر روزگار ہے۔ آخر دم تک مولانا مرحوم کے معمولات جاری رہے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ان کی وفات نے گزشتہ کئی بزرگوں و رفقاء کی جدائیوں کے صدمہ کو تازہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے اپنے عفو وکرم کا معاملہ فرمائے اور اپنی رضا نصیب فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اس دنیا میں سبھی جانے کو آتے ہیں:

"کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام"

توضیح و تشریح

الواسع جل جلالہ

کائنات کے وسیع و عریض منظم نظام کی معلوم اور فہم و ادراک میں آنے والی وسعتوں سے وسیع تر وسعتوں کو وسیع القدرت اور وسیع علم رب الواسع جل جلالہ ہی نے وسعت دے رکھی ہے۔ ہم سب کو ہدایت' وسعت علم و حلم' وسعت رزق' صالح فکر و نظر' وسعت قلب' وسعت جملہ اخلاق حسنہ اور طاغوت کے مقابلے میں وسعت طاقت و حمیت کی اسی سے التجا کرنے چاہئے

''واسع'' چوڑائی' پھیلاؤ اور فراخی کو کہتے ہیں۔

''وسعت'' گنجائش' چوڑائی' پھیلاؤ اور کشادگی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

''الواسع'' جل جلالہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی الواسع ہے جس نے آسمانوں کو رفعت و وسعت دی اور زمین کو فرش خاکی بنایا اور سورج' چاند' ستاروں اور کہکشاؤں کو اپنی وسیع قدرت سے تخلیق کیا' وہی اللہ جل جلالہ وسیع القدرت ہے' وہی وسیع العلم ہے کہ کائنات کی تمام چیزوں کا علم رکھنے والا ہے' کائنات کی جملہ اشیاء اس کے علم میں ہیں' کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے۔

اس کے علم کو آسمانوں اور زمین سے فراخی میں کوئی نسبت نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر تمام زمین کاغذ اور تمام درخت قلم بن جائیں تو یہ چیزیں ناکافی ہو جائیں گی مگر اس رب کریم کی حمد و تعریف ختم نہ ہوگی۔ جس کی حمد و تعریف اس درجے کی ہو اس کا علم' اس کی بزرگی' اس کی بڑائی' اس کی عظمت' اور اس کی دیگر صفات کس درجہ وسیع ہوں گی؟ یہ بات ہمارے خواب و خیال سے بھی بالاتر ہے۔

وہی الواسع جل جلالہ ہے جس کا علم ہر شے پر حاوی ہے۔ وہی الواسع جل جلالہ ہے جس کی رحمت ہر شے کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ' کائنات میں بسنے والی ہر مخلوق اور اس میں موجود ہر ایک چیز اس الواسع جل جلالہ کی رحمت اور علم کی دسترس میں ہے۔

اس الواسع جل جلالہ نے افلاک کو وسعت بخشی اور اسے ستاروں اور سیاروں سے مزین کر دیا' اس نے آسمانوں کے درمیان اور زمین و آسمان کے

مولانا محمد اشرف کھوکھر

مابین کی وسعتوں کو حیران کن وسعت بخشی اور فضائے عالم کو جو لمبائی' چوڑائی' عمود و گہرائی عطا فرمائی' انسانی عقل نارسا اپنے خود ساختہ پیمانوں سے اسے ناپنے سے قاصر ہے۔

وسیع و عریض زمین' پہاڑوں اور دریاؤں اور زمین کے اندر چھپے خزینوں اور دفینوں کی کثرت و وسعت کو ناپنا' ان کی مجموعی و اندرونی سطحوں میں چھپی ہوئی معدنیات کی وسعت کا پورا پورا اندازہ لگانے سے انسان قاصر ہے۔ سمندروں کی وسعتوں کا صحیح اندازہ' وسیع سمندری آبادی' گہرائی اور گیرائی کے حتمی علم سے انسان ناواقف ہے۔ ان معلوم اور فہم و ادراک میں آنے والی وسعتوں سے وسیع تر وسعتوں کو وسیع القدرت رب' الواسع جل جلالہ ہی وسیع العلم ہونے سے جانتا ہے' پورا پورا علم رکھتا ہے۔ نباتات' جمادات' حیوانات الواسع جل جلالہ کی وسعت قدرت سے باہر نہیں ہیں۔ ایک پتا بھی بحر و بر کی تاریکی میں گرتا ہے تو اس وسیع العلم رب کو اس کا علم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی واسع ہے کہ اس کی جود و عطا سے جملہ مخلوقات کو رزق عطا ہوتا ہے۔ الواسع جل جلالہ' وسیع الحلم بھی ہے کہ وسیع القدرت ہونے کے باوجود وہ اپنے نافرمان بندوں کی نافرمانی' ہٹ دھرمی' بے جا تکبر کو حلم کی وجہ سے برداشت کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنے نافرمان بندوں کو وسیع رزق نہ دے بلکہ اس نے وسیع الحلمی کی وجہ سے ایک وقت مقررہ تک چھوٹ دے رکھی ہے اور خود فرمایا:

''میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔''

الواسع جل جلالہ کے رحیم و کریم ہونے سے ہی تو زمین و آسمان قائم اور کائنات کی رونقیں بحال ہیں۔ الواسع جل جلالہ اپنے بندوں پر ان کی وسعت طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت و برداشت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا۔'' (البقرہ)

الواسع جل جلالہ نے انسان کو وسیع علم و حلم اور دیگر خصوصیات کے پرتو سے نوازا ہے۔ ایک چھوٹی سی آنکھ کی پتلی میں نیلگوں آسمان کو سمو دیا ہے۔

دیکھو' اللہ ہی چھوٹوں کو بڑائی دیتا ہے
آسماں آنکھ کی پتلی میں دکھائی دیتا ہے

الواسع جل جلالہ نے انسانی قلب کو اتنا وسیع بنا دیا ہے کہ اس نے اس امانت خداوندی کو اپنے اندر سمو دیا ہے جس امانت کے اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے معذرت کر لی تھی۔ الواسع جل جلالہ

نے انسانی قلب کو اتنا وسیع الظرف بنادیا کہ لبریز جام رحمت اس میں سماجاتا ہے۔

ارض وسما کہاں تیری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا ہوں تیری پہچان یہی ہے

یہ انسانی دل' جذبات و احساسات کا خزانہ ہے۔ حدیث رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مضغہ گوشت کا صحیح ہونا' پورے جسم کا صحیح ہونا موقوف قرار دیا گیا ہے۔

یارب اس ساغر لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہ بقا ہے خط پیمانہ دل

اس مضغہ گوشت کو الواسع جل جلالہ نے اتنا وسیع بنادیا ہے کہ زمان و مکان اور بڑی سے بڑی مادی رکاوٹ اور تاریکی اس کے جذب و نفوذ کو روک نہیں سکتی۔

اک لفظ محبت کا اتنا سا فسانہ ہے
سمٹے تو دل عاشق' پھیلے تو زمانہ ہے

انسان کا ایمان دل میں ہوتا ہے۔ تمام اخلاق حسنہ' تمام جذبات دل ہی میں ہوتے ہیں۔ جب انسانی آنکھ کی پتلی ایک خوبصورت وخوبرو تتلی کو پھول کے گرد چکر لگاتے اور منڈلاتے دیکھتی ہے' تو عقل اس کا ادراک کرتی ہے' دل وفور جذبات سے لبریز ہوجاتا ہے اور صاحب ایمان کی زبان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔

الواسع جل جلالہ رحیم وکریم ہونے کی وجہ سے کریم النفس انسان کو وسیع القلب بنادیتا ہے جس کی وجہ سے اس سے اخلاق حسنہ اور اخلاق کریمانہ ہی کا صدور ہوتا ہے ایک تنگ دل انسان کسی مجبور و مقہور انسان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے نیک جذبات و احساسات کا قتل کردیتا ہے' اس کی زبان ایک مخلص مگر درماندہ انسان کو دشمن کی تلوار سے زیادہ گھائل کردیتی ہے۔

تنگ نظر اور تنگ دل انسان سے اخلاق رذیلہ صادر ہوتے ہیں۔ انسان کا دل وسیع ہو تو جود و سخا جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تنگ دلی سے محفوظ فرمائے۔

ظاہری کائنات' یہ زمین و آسمان' یہ آفتاب و ماہتاب' ستارے اور سیارے' کہکشائیں اور ان کے مابین فاصلے' یہ زمین کی خوبصورتی و خوبروئی' یہ پہاڑ و دریا' خوبرو دامان کوہ اور حسین وادیاں' جمادات' نباتات و حیوانات اور جملہ مخلوقات ارضی و سماوی بھی الواسع جل جلالہ کے وسیع القدرت' وسیع الحلم اور وسیع العلم ہونے کی غمازی کرتے ہیں۔ جملہ مخلوقات کے تمام نمونے اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم انسان کے اندر رکھے ہیں۔

الواسع جل جلالہ کی وسیع وعریض کائنات کی طرح انسان کی باطنی کائنات بھی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی بدولت ہی وسیع وعریض ہوسکتی ہے۔ ایک کم مایہ علم انسان کی اندرونی دنیا' اس کے علم کے مطابق ہی وسیع ہوسکتی ہے۔ ایک بے علم وعمل انسان' تنگ نظر' تنگ دل اور تنگ داماں ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سینے کی وسعت کے بارے میں الواسع جل جلالہ سے یہ دعا مانگی کہ:

مفہوم: ''اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے (وسیع کردے) میرے لئے آسانی فرما اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔''

چونکہ وسعت صدر' علم کی مرہون منت ہے' (وہبی اور کسبی علم کے تفصیل میں جانے کی بجائے مختصراً لکھیں گے) اس لئے رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافہ کی دعائیں مانگیں جو کتب احادیث میں درج ہیں اور مشہور و معروف دعا یہ ہے کہ:

''رب زدنی علماً''
اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

اسی طرح:

''اے اللہ! میرے قلب کو اپنے نور سے منور کردے اور میرا جسم تیری اطاعت میں استعمال ہو۔''

رزق کی وسعت' انسان کو تنگ دستی' تنگ دلی اور تنگ نظری سے بچاتی ہے۔ الرزاق جل جلالہ سے رزق میں وسعت کی دعا مانگنی چاہئے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے کہ: ''غربت انسان کو کفر تک پہنچادیتی ہے۔''

''یا اللہ! عمر بڑھ جانے پر اور بڑھاپے کی وقت اپنا رزق مجھ پر اور زیادہ وسیع فرما۔''

عصر حاضر میں لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دس مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا' وسیع النظری اور رواداری ہے حالانکہ یہ رواداری نہیں بلکہ عین منافقت ہے' ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ برحق ہیں تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح' وسیع النظر' وسعت قلب ونظر اور رواداری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ' الواسع جل جلالہ کی دی ہوئی وسعت قلب ونظر تو یہ ہے کہ:

ترجمہ: ''خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہ نہیں بنتے اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گزرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔''

(الفرقان:۷۲)

کفار سے دوستی وسعت قلب ونظر نہیں ہے:

ترجمہ: ''مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو (ظاہراً اور باطناً) دوست نہ بناویں' مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا' سو وہ شخص اللہ کے ساتھ (دوستی رکھنے کے) کسی شمار میں نہیں' مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنے ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

(آل عمران:۲۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا' بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ سمجھ دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔'' (المائدہ:۵۱)

عصر حاضر میں مغربی افکار کے اثر و نفوذ کے باعث اہل حق کو تنگ نظر و تنگ دل کہا اور سنا جاتا ہے اور جدید افکار و نظریات کے حامی لوگوں کو وسیع النظر اور روادار جیسے لفظوں سے پکارا جاتا ہے' اس موقع پر مجھے شورش کاشمیری مرحوم کا قول یاد آ رہا ہے کہ:

''رواداری بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس لفظ کا استعمال غلط ہو رہا ہے' کیا کوئی شخص چور یا قاتل سے رواداری برتے گا؟''

(ہفت روزہ چٹان یکم جولائی ۶۳ء)

''حقیقی رواداری عقل و روحانیت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے جو روحانی حیثیت سے قوی اور اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کو روا رکھتا ہے' اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔ رواداری کی تلقین کرنے والے اس شخص پر عدم رواداری کا الزام لگانے میں غلطی کرتے ہیں جو اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس طرز عمل کو وہ غلطی سے اخلاقی کمتری خیال کرتے ہیں' وہ نہیں سمجھتے کہ اس کے طرز عمل میں حیاتیاتی قدر و قیمت مضمر ہے۔''

(علامہ اقبال کا ایک مقالہ ترجمہ میر حسن الدین ص نمبر ۹)

عصر حاضر میں مغرب اور لادین طاغوتی قوتیں اپنی غیر اخلاقی و تہذیبی تسلط کو مسلم معاشروں میں غیر قانونی اور بلاجواز مسلط کرنے کی ہر ممکن کوششیں کر رہی ہیں۔ ان حالات میں من الحیث القوم ہم پر خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے' ایک یہ کہ تہذیبی تسلط کی مغربی جارحیت سے نسل نو کی دین و ایمان کی سلامتی کے لئے قرآن و مسجد سے مستحکم وابستگی کے لئے شعوری جدوجہد کریں۔ دوسری یہ کہ آپس کے تعلقات اور وسعت رزق' وسعت صالح فکر و نظر اور جملہ اخلاق حسنہ کی الواسع جل جلالہ سے پُرخلوص دعا بھی مانگیں۔

الواسع جل جلالہ! میں اپنے لئے اور سب کے لئے ہدایت' وسعت علم' وسعت رزق' وسعت صالح فکر و نظر' وسعت قلب' وسعت جملہ اخلاق حسنہ اور طاغوت کے مقابلے میں وسعت طاقت و قوت کی التجا کرتا ہوں۔

☆☆..................☆☆

نبوت

علامہ اقبالؒ

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

داخلہ جاری ہے

جو جاں مانگو تو جاں دیں گے جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دے دیں

ختم نبوت کالج آف کمپیوٹر سائنسز
لکڑمنڈی سرگودھا

فیس انتہائی کم' بلند معیار ہونے کے ساتھ پاکیزہ ماحول' عریانی فحاشی' بے حیائی اور دیگر کفریہ عقائد سے محفوظ
CCA, COM, DOM, DCA, DCG کورسز شروع ہیں

دیگر حسب خواہش: ☎ 710474

برائے رابطہ: حافظ محمد اکرم طوفانی (پرنسپل آف کالج)

رسالت و نبوّت
قرآن و حدیث کی روشنی میں

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحبؒ

رسول کی تعریف اور اس کی ضرورت:

یہ بات حتمی ہے کہ حق تعالیٰ احکم الحاکمین بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ بادشاہ کی طرف سے قانون کا پہنچانا بھی ضروری ہے' تو ظاہر ہے کہ خود بادشاہ تو لوگوں کے پاس جائے گا نہیں' بلکہ ایک خاص الخاص عہدہ قانون پہنچانے کے لئے ہوگا۔ اب وہ عہدیدار ایسا ہونا چاہئے جو رعایا کے لوگوں اور خاص الخاص عہدہ کے ساتھ کامل مناسبت رکھنے والا ہو' سو فرشتہ تو اس کام کو انجام دے نہیں سکتا تھا کیونکہ جذبات انسانی و ترکیب جسمانی سے اسے کوئی تناسب نہیں' ہاں جنات کو کچھ مناسبت انسان کے ساتھ تھی مگر وہ مزاج میں تیز اور متشدد ہیں اور انسان ایک درمیانی حالت پر ہے جو جنات کی بھی رعایت کر سکتا تھا اور جذبات پر بھی عبور رکھ سکتا تھا اور احکامِ انسانی جنات جیسی سخت ہیکل قوم بھی ادا کر سکتی تھی مگر احکام جنی کے انسانی قویٰ متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ایک جماعتِ خاص کو وقتاً فوقتاً زمانہ کے لحاظ سے مانند اطباء کے کہ جو مریضوں کی طبیعت و مزاج کے موافق دوائیں تجویز کرتے ہیں' قانون دے دے کر بھیجتے رہے' اسی جماعت کو انبیاء علیہم السلام اور رسول کہتے ہیں اور عہدہ کا نام نبوت اور رسالت ہے' یہ ہے حقیقت رسالت کی۔

اسی لئے اس رسول و نبی کی کہ وہ خاص الخاص شاہی آدمی ہوتا ہے' نہایت توقیر و تعظیم اور غایت انقیاد و اطاعت اور تسلیم رسالت فرض ہوئی کہ اس کا انکار و توہین بغاوت و کفر ٹھہرا' کیونکہ شاہی آدمی کے ساتھ دنیا میں بھی یہی دستور ہے' امید ہے کہ آپ رسالت کی حقیقت ان مختصر لفظوں سے سمجھ گئے ہوں گے۔

جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں' سب کو ماننا فرض ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے' کسی ایک کتاب یا نبی کا بھی انکار کیا تو بس کافر ہو جائے گا کیونکہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہدہ نبوت اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ایک منتخب عہدہ ہے تو نبی کے کسی قول و فعل پر اعتراض اور اس میں نقص نکالنا در اصل اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے' جیسا کہ وائسرائے کی تنقیص اور اس کے شاہی آدمی ہونے پر انکار' جرم اور بغاوت ہے' اسی طرح نبی میں عیب و نقص نکالنا' انکار کرنا' جرم و بغاوت ہے' پس اسی بغاوت کا نام اصطلاح شرع میں کفر ہے' پس کسی نبی کا بھی انکار درست نہیں' پس جیسے انکار نبی کفر ہے' ایسے ہی تنقیص نبی بھی کفر ہے۔

نبی کی تعریف:

نبی اسے کہتے ہیں جو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے پاک ہو اور بندوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہو' خواہ ان کو کوئی کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ پہلی ہی کتاب کے موافق احکام کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو اور ان سے کوئی ایسی نئی بات بلا کسی ذریعہ کے ظاہر ہو جو کسی انسان سے نہ ہو سکے' جس کو معجزہ کہتے ہیں۔

ثبوت نبوت پر چند دلائل:

پہلی دلیل تو بیان رسالت میں گزری۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ اگر نبی کو نہ بھیجا جاتا تو انسان کہ جس کو ہر وقت کلیات و جزئیات کی حیثیت سے حضرت ذات حق سے تحقیق کی ضرورت تھی' کس طرح پوری ہوتی' پس ایجاد انسان عبث و بے کار لازم آتا' لہٰذا وجود انبیاء علیہم السلام ہر زمانہ میں ضروری ہوا۔

تیسری دلیل: نفس ناطقہ انسانی شہوت نفسانی کے سبب مغلوب الحواس اور مغلوب العقل ہو جاتا ہے' اسی لئے یہ انسان فتنہ و فساد اور قبیح باتوں کے صدور کا مورث ہوتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء کرام انسان کی فہمائش اور اس کی مضار و مفاد اور منافع و مصالح کی ہدایت کے لئے سفیر بن کر عہدہ نبوت پر نہ بھیجے جاتے تو عالم خراب ہو جاتا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ انبیاء بھیجے جائیں۔

چوتھی دلیل: انسان کے لئے جزاوسزا کاموں پر ہوتی ہے اور ذات واحد کی طرف سے اطلاع جزاوسزا کے کاموں کی بلاواسطہ آتی نہیں اور اگر فرائض کی انجام دہی کی خبر بھی نہ دی جاتی تو یہ صریح ظلم ہوتا اور ظلم شانِ احدیت سے قبیح ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسولوں کو بھیج کر احکام کو پہنچایا جائے۔ لہٰذا نبیوں کا بھیجنا ضروری ہوا‘ امید ہے کہ ان دلائل کے ساتھ نبی کا تعلق کی طرف آنا ضروری سمجھ میں آ گیا ہوگا۔

اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نبوت ایک خاص الخاص منصب و عہدہ ہے جو انسان کے سنورنے اور رشد و ہدایت کے لئے ہے لہٰذا لازم ہے کہ نبی ہر نوع سے کامیاب اور معصوم ہستی ہو‘ اسی لئے وہ علماً و عملاً (دلائل نقلیہ و دلائل عقلیہ) اور معجزاً سب پر غالب ہوتا ہے اور اپنی ذات و صفات میں معصوم ہوتا ہے‘ عصمت انبیاؑ کا بیان آگے آئے گا۔

نبی اور پیشوا:

یوں تو ممکن ہے کہ ہندوستان میں کوئی نبی آئے ہوں‘ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں صاحبزادہ ہند ”ہندوستان“ تشریف لائے‘ جس سے اس مقام کا نام ہند ہوا جو بعد میں ہندوستان کہلائے جانے لگا اور دوسرے صاحبزادہ جن کا نام ”سندھ“ تھا سندھ تشریف لائے اس مقام کا نام سندھ آپ کے نام پر ہوا۔

مگر ہندوستان میں رام چندر جی وغیرہ جو ہندوستان میں ہندوؤں کے پیشوا ہوئے ہیں‘ ان کو نبی کہنے کے لئے ثبوت خاص کی ضرورت ہے کیونکہ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ نبوت خاص الخاص عہدہ ہے جب تک کوئی خاص ثبوت نہ ہو اس وقت تک ان کو نبی کہنا ایسا ہوگا جیسا کہ ایک شخص وائسرائے نہ ہو اور اسے وائسرائے مان کر وائسرائے جیسے معاملات اس کے ساتھ روا رکھے جائیں‘ تو یہ جرم ہوگا لہٰذا شریعت اسلام نے ہندوؤں کے پیشوا رام چندر جی وغیرہ کا نبی ہونا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس لئے ان کے نبی ہونے کا عقیدہ جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر ان کے عقائد و خیالات و اخلاق آسمانی کتابوں کے خلاف نہ ہوں اور ان کی تعلیمات اور اصلاح اور ہدایت کا کرنا آسمانی کتابوں کے موافق ہو تو یوں کہنا ممکن ہے کہ شاید نبی ہوں اور یقیناً یہ کہنا کہ ”نبی تھے“ درست نہیں۔

سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“

”میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں‘ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔“

لہٰذا اب اگر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے ہرگز نہ مانا جائے گا‘ خواہ کسی تاویل سے وہ اپنے آپ کو نبی کہے۔

ختم نبوت پر چند دلائل:

پہلی دلیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرمایا تھا:

ترجمہ: ”میرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔“

اور یہ ثابت ہے کہ احمد کے نام کا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آیا‘ پس آخر میں تمام نبیوں کے آپ تشریف لانے والے ہوئے‘ کیونکہ آپ کے بعد نبی کا آنا ثابت نہیں‘ لہٰذا آپ خاتم الانبیاؑ والرسل ہیں۔

دوسری دلیل: ولیم میور اور لب التواریخ کا مصنف جو کہ عیسائی ہے لکھتے ہیں کہ:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ ایک نبی کے منتظر تھے۔ اسی وجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی آپ کا حال سن کر ایمان لایا اور کہا کہ بلاشک و شبہ آپ وہی نبی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں خبر دی ہے۔ اسی طرح مقوقس شاہ مصر نے آنحضرت کی نبوت کا اقرار کیا اور ہرقل شاہ روم نے بھی اقرار کیا تھا نیز علما و رہبان نصاریٰ اپنی اولاد کو تعلیم و تلقین کرتے رہے‘ حتیٰ کہ آپ کے ظہور و بعثت کا وقت بھی مقرر کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ: ”ان کا ظہور مکہ سے ہوگا اور ہجرت مدینہ کی طرف ہوگی۔“ اسی لئے ان کے اسلاف مدینہ کے قریب قلعہ بناتے تھے کہ رسول آخرالزماں آئیں گے تو ہم ان کی مدد کریں گے‘ ان کے لئے حکم تھا کہ وہ اپنے ملک شام سے ہجرت کر کے ان قلعوں اور زمین میں جا بسیں اور جب وہ پیغمبر ظاہر ہو اور فاران میں حق کا اعلان ہو اور ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور یثرب میں نزول فرمائے تو اس کی نصرت و اعانت کریں‘ کیونکہ توریت کے پانچویں سفر میں نور الٰہی کو فاران سے ظاہر ہونے کی بشارت ہے اور فاران نام عبرانی ہے اور وہ تین پہاڑ ہیں مکہ معظمہ میں ایک ان میں سے غار ہے (غار حرا) جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا یاد الٰہی کرتے تھے اور ابتداءً وحی کی اسی جگہ سے ہوئی‘ پس عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی خبر دی اور اس نام کا اور اس مقام پر سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی بھی نہ ہوا اور بعد میں تو ثابت ہی نہیں۔

تیسری دلیل: جب قرآن کریم کا دلائل عقلیہ سے منجانب اللہ ہونا ثابت ہو چکا تو اس کی خبر بھی صادق ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ کا اخبار میں جھوٹا ہونا لازم

آئے گا اور وہ ذات کذب سے منزہ اور پاک وصاف ہے سو قرآن میں آپ کی خاتمیت اور آپ کے دین کا ناسخ (ختم کرنے والا) ہونا تمام ادیان کے لئے صاف صاف فرمادیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

ترجمہ: "اس خدا نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ خدا اس رسول کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور وہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔"

پس اس میں صاف ظاہر ہے کہ آپ خاتم الانبیاءؐ ہیں تب ہی تو سب ادیان پر ان کو غالب کیا گیا۔ اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا اور رسول و نبی آئے تو وہ بعض فروع میں خلاف کرے گا اور یہ خلاف کرنا غلبہ کے خلاف ہے تو ضروری ہوا کہ کوئی دوسرا نبی من حیث النبی آپ کے بعد نہ آئے' یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو کر آپ ہی کے تجویز کردہ احکام کی تعمیل کرنے والے ہو کر تشریف لائیں گے' پس ثابت ہوا کہ آپ خاتم الانبیاءؐ والرسل ہیں آپ ہی کے دین پر چلنا باعث نجات ہے۔

چوتھی دلیل: انجیل میں ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: میں طلب کرتا ہوں اپنے خداوند تعالیٰ سے تمہارے واسطے فارقلیط کو جو تمہارے ساتھ اخیر زمانہ تک رہے گا۔"

فارقلیط لفظ سریانی ہے معنی میں پسندیدہ و احمد و محمد کے ہے تو حاصل یہ ہوا کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خدا سے تمہارے لئے مانگتا ہوں جو کہ آخر زمانہ تک تمہارے لئے کافی ہے پھر دوسرے احکام کی ضرورت نہ ہوگی' پس اس سے بھی صاف ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان ہیں۔

پانچویں دلیل: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میری اور پہلے انبیاءؑ کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو مکمل تو ہو گیا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی کمی تھی پھر اس کے گرد دیکھنے والے پھرنے لگے اور وہ اس دیوار کی خوبی سے تعجب کرتے تھے مگر اس اینٹ کی جگہ خالی تھی' سو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کی' میرے ساتھ دیوار مکمل ہوگئی اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے' اور فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ آپؐ نبی آخر الزماں ہیں۔

چھٹی دلیل: قرآن کریم میں جس کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد صاف صریح موجود ہے:

ترجمہ: "محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ نہیں' لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے مہر کرنے والے ہیں۔"

ان پر نبوت ختم ہوگئی' ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور یہ ثابت ہے کہ محمد سوائے حضور کے اور کسی کا نام نہیں' پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپؐ ہی نبی آخر الزماں ہیں۔

نبی آخر الزماں کے متعلق عقیدہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے بندے اور ایک انسان ہیں' خدا تعالیٰ کے بعد آپ تمام مخلوق حتیٰ کہ تمام نبیوں اور فرشتوں سے افضل ہیں۔ آپ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ جیسا کہ تمام دیگر انبیاءؑ علیہم السلام گناہوں سے پاک تھے۔ آپؐ پر قرآن شریف آخری کتاب نازل ہوئی۔ آپؐ ایک شب بیداری میں اسی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بلانے پر آسمانوں پر تشریف لے گئے آپؐ نے تشریف لے جاتے ہوئے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں کو نماز پڑھائی' پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے اور جنت دوزخ کی سیر کی۔ آپؐ نے بحکم خدا تعالیٰ بہت سے معجزے دکھائے' آپؐ اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرتے تھے' آپؐ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ہی کے اخلاق کے متعلق فرمایا: "انک لعلیٰ خلق عظیم" آپ کو خدا تعالیٰ نے گزشتہ آئندہ باتوں کا کچھ علم عطا فرمایا تھا حتیٰ کہ تمام مخلوق کے علم سے آپ کو زیادہ علم تھا' البتہ آپ عالم الغیب نہ تھے کیونکہ علم غیب کا ہونا صرف خدا تعالیٰ کی شان وصف ہے

آپؐ خاتم النبیین ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام جو قرب قیامت میں تشریف لائیں گے وہ آپؐ ہی کے مذہب کی پیروی کریں گے' آپؐ تمام دنیا یعنی جن وانس کے لئے نبی تھے' آپؐ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی اجازت سے گنہگاروں کی بخشش کی سفارش کریں گے اسی لئے آپؐ کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور کافر و مشرک کے سوا سب کی سفارش ہوگی' آپؐ کے علاوہ دیگر انبیاءؑ' اولیاء' شہداء' صلحاء بھی سفارش کریں گے' مگر بلا اجازت کوئی سفارش نہ کرے گا' آپؐ نے جن باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اس پر عمل کرنا اور جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا ہے ان سے باز رہنا اور جن باتوں کے ہونے کی خبر دی ہے ان کو اسی طرح ماننا ضروری ہے آپ کی تعظیم و تکریم اور آپؐ سے محبت کرنا ہر امتی پر فرض ہے۔

قسط نمبر: ۱

حج و عمرہ

ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ

حج کی فرضیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔''

عمرہ کی حقیقت:

حج کے طرز کی ایک دوسری عبادت بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے۔ جس کی حقیقت حج ہی کے بعض عاشقانہ افعال ہیں اس لئے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ (حیوۃ المسلمین)

حج اور عمرہ کی برکت:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔''

(جامع ترمذی، سنن نسائی، معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ رحمتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔'' (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔'' (ترمذی)

حاضریٔ عرفات میں عین عبادت:

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے ہیں: ''حج (کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دار و مدار ہے) وقوف عرفہ ہے، جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پا لیا اور اس کا حج ہو گیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے ''۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ'' اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کر کے وہاں سے آجائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے۔ دونوں باتیں جائز ہیں۔''

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث)

عرفات کی منزلت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ: ''جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔''

(بیہقی و ابن خزیمہ بحوالہ المسلمین)

حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(کذا فی الروح و بیان القرآن)

عرفات کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عرفہ کے دن بہترین دعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے:

''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ

"الملک وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔"

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اس کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

ترجمہ: "اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرمادے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔"

اور دعا کرتے وقت آپ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے' دست طلب بڑھاتے وقت آپ نے فرمایا کہ: "یوم عرفہ کی دعا تمام دعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔" (زادالمعاد)

میقات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلملم کو اہل یمن کا پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو' پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں (ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا۔ یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔" (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

احرام کا لباس:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم (حج و عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "حالت احرام میں نہ تو کرتہ قمیض پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو' نہ اس کے سوائے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لئے چپل یا جوتہ نہ ہو (تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لئے موزے پہن لے) اور ان کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ کر جوتہ سا بنالے (آگے آپ نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔"

(صحیح مسلم' بخاری' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانہ پہننے سے اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو اور ان کے علاوہ وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں کسمی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ جو چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار قمیض اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ (معارف الحدیث' سنن ابی داؤد)

احرام میں مردوں کے لئے صرف دو چادریں ہیں ایک تہبند میں باندھ لی جاتی دوسری بدن پر ڈال لی جاتی ہے سر کھلا رہتا ہے پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں ایسا جوتا ہونا چاہئے کہ جس سے پاؤں کا اوپر کا حصہ بیچ تک کھلا رہے۔

عورتوں کے لئے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں' بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کرلینی چاہئے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

"ہم عورتیں حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔" (معارف الحدیث)

احرام سے پہلے غسل:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کے لئے غسل فرمایا۔ (جامع ترمذی' مسند دارمی) اس حدیث کی بنا پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے۔

(معارف الحدیث)

خوشبو سے قبل احرام:

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے اور ایک

روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں جس میں مشک ملا ہوتا تھا۔ گویا کہ میں آپؐ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں دراں حالیکہ آپ محرم تھے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنے سے متعلق جوامع الفقہ لابی یوسف میں فرمایا ہے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم اس خوشبو کو سونگھ لے جو اس نے احرام سے قبل لگا رکھی ہے۔ (زاد المعاد)

تلبیہ:

خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔'' (موطا امام مالک جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

''لبیک اللھم لبیک۔ لبیک لا شریک لک لبیک۔ ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔''

ترجمہ: ''میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لئے ہے اور سارا جہاں ہی آپ کا ہے آپ کا کوئی شریک نہیں۔''

بس یہی کلمات تلبیہ آپ پڑھتے تھے ان پر اور کسی کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری، مسلم)

دعا بعد تلبیہ:

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر محرم ہوتے) تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دعا کرتے اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔ (رواہ الشافعی، معارف الحدیث)

طواف میں ذکر و دعا:

حضرت عبداللہ بن السائبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی مسافت میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

''ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دعا کرے کہ:

''اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔'' (معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ)

ترجمہ: ''اے اللہ میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا ہوں دنیا میں اور آخرت میں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

استلام:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا آپؐ کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی، اسی سے آپ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری، مسلم)

عابس بن ربیعہؒ تابعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

ملتزم:

سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس سے لگا دیا اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (معارف الحدیث)

رمی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو جمرہ

عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپؐ نے زوال آفتاب کے بعد کی۔

(صحیح بخاری' مسلم' معارف الحدیث)

سالم بن عبداللہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے' اس کے بعد آگے نشیب میں اتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے' پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے' پھر بائیں جانب نشیب میں قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر آخری جمرہ (جمرۃ العقبہ) پر بطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری' معارف الحدیث)

حلق کرانے (سرمنڈوانے) والوں کے لئے دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ان پر جنہوں نے یہاں اپنا سر منڈوایا حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا یا رسول اللہ! رحمت کی یہ دعا بال ترشوانے والوں کے لئے بھی کر دیجئے۔ آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر۔ ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے۔

(صحیح بخاری' مسلم' معارف الحدیث)

قربانی کے ایام:

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ کا دن) ہے۔ اس کے بعد اس سے اگلے دن یوم القر ۱۱/ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ اس لئے قربانی جہاں تک ہو سکے ۱۰/ ذی الحجہ کو کر لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ کر سکے تو ۱۱/ ذی الحجہ کو' اگرچہ ۱۲/ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ ۱۰ یا ۱۱/ ذی الحجہ کو قربانی کر لی جائے۔ (سنن ابی داؤد)

نبی اکرم ﷺ کی قربانی کا منظر:

اسی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب و غریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پانچ چھ اونٹ قربانی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا تا کہ پہلے اسی کو ذبح کریں۔

(سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

طواف زیارت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو مؤخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارھویں ذی الحجہ کی غروب آفتاب کے قبل تک۔

(جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

سواری پر طواف:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے بیماری کی تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپؐ نے فرمایا: تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو تو میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورہ طور تلاوت فرما رہے تھے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

عورتوں کا عذر شرعی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے چلے' ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا' یہاں تک کہ جب (مکہ کے بالکل قریب) مقام سرف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں تو میں رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: شاید تمہارے ماہواری ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ یہی بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا (رونے کی کیا بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی سب عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے' تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک کہ اس

سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔

(معارف الحدیث صحیح بخاری و مسلم)

طواف وداع:

حضرت حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔

(مسند احمد، معارف الحدیث)

زیارت روضۂ اقدس ﷺ:

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص (مالی) وسعت رکھے اور میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔''

ترجمہ: ''جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی۔''

ترجمہ: ''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی۔''

(مراقی الفلاح، بیہقی فی شعب الایمان طبرانی فی الکبیر)

نیز آپ کا یہ ارشاد بھی ہے: ''جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔'' (الاحسان ابن حبان)

●●

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASD
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE : 745543

HB ®
Trustable Mark
فون:5215551-5675454
فیکس:5671503
Hameed Bros Jewellers
3, Mohan Tarrace Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-3
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس، نزد جلال دین، شاہراہ عراق، صدر کراچی

اسلام کی عالمگیر دعوت

یہ امت کسی خاص قوم ونسب یا مخصوص ملک واقلیم میں محصور نہیں بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم اسلام کو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے گویا اس کا وجود ہی اس لئے ہے کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کھڑا کرے۔ آج قرآن کریم کی یہ آیات امت محمدیہ سے مطالبہ کررہی ہیں کہ وہ اپنے اس فریضہ کو بجالائیں اور دین اسلام پر خود عمل کریں اور اس کی دعوت کو اقوام عالم تک پہنچائیں اور انہیں کفر وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی اور اجالے میں لائیں' ورنہ قیامت کے دن پوری امت کو اس کوتاہی کا جواب دینا ہوگا۔

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ اس میں انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے رب اور خالق کی عبادت کرے' اور اس کی مرضی اور احکام کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عبادت کا طریقہ سکھانے اور اپنی مرضیات اور نامرضیات کا علم' ان کو فلاح و بہبود کا راستہ بتلانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے' اور ان کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو اس کی ہدایت کی طرف دعوت دیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی امت کو دعوت دی اور اپنے قول اور عمل سے ان کو اپنے رب کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا' انہیں کامیابی کے اصول بتلائے' خود بندوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان کی تعلیم دی' اور ان کے ذریعہ ان کے آپس کے جھگڑوں میں فیصلہ فرمایا۔

ارشاد باری ہے:

ترجمہ: ''سب لوگ ابتدأ ایک ہی دین پر تھے (پھر ان میں باہم اختلاف پیدا ہوا) تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب بھی نازل فرمائی تاکہ لوگوں کے مابین ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کریں۔'' (سورۂ بقرہ)

اور چونکہ ہر پیغمبر کی بعثت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے' اس لئے ہر پیغمبر نے اپنی دعوت میں اپنی امت کو یہ جملہ فرمایا:

''فاتقوا اللہ واطیعون''

ترجمہ: ''پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو۔''

ہر پیغمبر نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی' اور ان کا تعلق اپنے خالق حقیقی سے جوڑا' انہیں نیک اعمال اور نیک اخلاق کی تعلیم دی اور معاشرے کی اصلاح کی

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

طرف پوری پوری توجہ دی' ان میں نیکیوں کو پھیلایا اور ان کے اچھے نتائج کی خوشخبری دی اور انہیں برے اعمال سے روکا اور ان کے برے نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اپنی اپنی قوم' قبیلے اور شہر تک محدود تھی' چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

''والی عاد اخاھم ھودا''

(الاعراف:۶۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔''

حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

''والی ثمود اخاھم صالحا''

(الاعراف:۷۳)

ترجمہ: ''اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔''

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

''والی مدین اخاھم شعیبا''

ترجمہ: ''اور ہم نے اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔''

اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا اور انہوں نے اپنی قوم کو آسمانی ہدایت کی طرف دعوت دی۔

ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عالمگیر دعوت دے کر بھیجا۔ جو کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہ تھی' بلکہ اقوام عالم اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے تھی' اس عالمگیر دعوت کو قرآن کریم نے مختلف انداز میں پیش فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عمومیت کو اس طرح بیان فرمایا:

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے اے لوگو

میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔" (سورۃ اعراف:۱۵۸)

سورۂ بقرہ میں تمام انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "اے لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (سورۂ بقرہ:۲۱)

اسی طرح قرآن کریم نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو اس عالمگیر دعوت کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس کتاب پر جو ہم نے نازل کی (یعنی قرآن کریم) تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے۔" (النساء:۴۷)

اسی طرح قرآن کریم میں بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں اسلام کی عالمگیر دعوت کو بیان کیا گیا ہے، اور یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اب قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کے لئے یہی راہ نجات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔" (آل عمران:۸۵)

چونکہ اسلام ایک عالمگیر دعوت ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عربوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے کے ملوک عالم کو اس کی دعوت دی اور فارس، روم، مصر وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا، اس لئے اس عالمگیر دعوت کا فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ڈالا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "تم سب امتوں سے بہتر ہو جو بھیجی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔" (آل عمران:۱۱۰)

لہٰذا یہ امت کسی خاص قوم ونسب یا مخصوص ملک واقلیم میں محصور نہیں بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم اسلام کو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے گویا اس کا وجود ہی اس لئے ہے کہ دوسروں کی خیرخواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کھڑا کرے۔

آج قرآن کریم کی یہ آیات امت محمدیہ سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ اپنے اس فریضہ کو بجالائیں اور دین اسلام پر خود عمل کریں اور اس کی دعوت کو اقوام عالم تک پہنچائیں اور انہیں کفر وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی اور اجالے میں لائیں ورنہ قیامت کے دن پوری امت کو اس کوتاہی کا جواب دہ ہونا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری امت کو دعوت کے فرض کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ : غدار

کو اپنے جھوٹے الہامات سے مغلوب کرنا شروع کر دیا ایک طرف مرزا قادیانی خود مسلمانوں کو جہاد سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا تو دوسری طرف دوسرے مذاہب کے خلاف گندی زبان استعمال کر کے انہیں بھی مسلمانوں کے خلاف کر دیا، مرزا نے خود کو مسلمان ثابت کر کے یہ سب کچھ کیا جس کے جواب میں دوسرے مذاہب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی، مرزا انگریزوں کی انگشت پر ناچ رہا تھا اور انگریزوں کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کام کر رہا تھا، مرزا کی ترکش سے نکلے ہوئے تیر خالی نہیں گئے اور اسے شروع سے ہی کامیابی ہوئی، جب مسلمان ہندو دھرم اور عیسائی مذہب سے نبرد آزما ہو گئے، محاذ کا رخ پلٹ گیا، مرزا کی منافقت سے مسلمانوں کا ذہن مختلف محاذوں پر بٹ گیا۔

عرب کا انوکھا تاجر

نیکی اور سچائی ہمیشہ اپنا اثر رکھتی ہے جب بندہ ان اچھے اصولوں کو اپناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی محبت دیگر مخلوقات کے قلوب میں ڈال دیتا ہے اور ان اصولوں کی مہک دور دور تک پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے محمدؐ بن عبداللہ اپنی دیانت و امانت کی باعث پورے علاقے میں مشہور ہوگئے کہیں آپ کی صداقت کے چرچے ہیں تو کہیں امین کے لقب سے پکارا جارہا ہے۔ بعض تاجر اپنی تجارت کے فروغ کے لئے غلط ذرائع اور غلط بیانی سے کام لیتے ہیں مگر عرب کے ایک ایسے عظیم تاجر کے اسوۂ حسنہ کی ایک پاکیزہ جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

محمد مطلوب طالب

یہ بازار عکاظ کا منظر ہے۔ لاکھوں کا کاروبار ہو رہا ہے' مکہ کی کھالیں' کھجوریں اور دیگر ایسی کئی چیزیں دکانوں میں پڑی ہیں شام اور یمن کے برتن' پارچہ جات' سونا چاندی' اسلحہ اور اناج وغیرہ بھی ڈھیریوں میں دکھائی دیتا ہے' خرید و فروخت زوروں پر ہے۔

اس بازار میں حکیم بن حزام (حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے) کی دکان ہے۔ یہیں ابوبکر نظر آتے ہیں۔ ابولہب بھی رقم گننے اور مال بیچنے میں محو ہے' عتبہ بن ربیعہ بھی سج دھج سے بیٹھا ہوا ہے' قریش کے نامور تاجر اپنی اپنی دکانیں سجائے ہوئے ہیں۔ اسی بازار میں ایک جگہ دو بدو کچھ سامان خرید رہے ہیں۔ دکاندار بائیس سال کا خوبرو نوجوان سفید اور ستھرے لباس میں بڑا مستعد نظر آتا ہے لیکن اس کی تجارت کا انداز منفرد ہے وہ گاہکوں کو مال کی صرف خوبیاں بتانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کی خامیاں بھی بتارہا ہے تاکہ بددیانتی یا دھوکہ بازی کا شائبہ تک نہ رہے' جبکہ دوسرے تاجر گاہکوں کو بہلانے پھسلانے اور ان کی ناتجربہ کاری و سادگی سے فائدہ اٹھانے میں محو ہیں۔ انہیں اس کی پرواہ نہیں کہ گاہک کو حقیقت حال سے باخبر کریں بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ خراب و ناقص مال اچھے دام میں فروخت ہوجائے' لیکن بازار عکاظ کا یہ انوکھا تاجر ہے جسے اپنے مال کے فروخت ہونے سے زیادہ گاہک کا مفاد عزیز ہے۔

لوگ اس تاجر کی ایمانداری اور اخلاق سے متاثر ہوکر اس کے گرویدہ ہوجاتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو اس منفرد تاجر کی زبان میں بلا کی مٹھاس ہے' گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے جس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہے' بات کرتے ہیں تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں' بولتے ہیں تو صدق و صفا کی مہک اٹھتی ہے......

کسی نے پوچھا:

اے عظیم انسان تیرا نام کیا ہے؟

میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں جواب ملا۔

پورے بازار میں عبداللہ و آمنہ کے اس در یتیم اور اکلوتے کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ گاہکوں کا رش بڑھ جاتا ہے اور سامان دیگر تاجروں سے پہلے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ دوسرے تاجروں کی کمائی کا دارومدار زیادہ تر سودی لین دین پر ہے کیونکہ غریب عوام نقد ادائیگی سے محروم ہیں اس لئے سود در سود کے حساب سے ادھار لینے اور پھر عرب بننے کے جال میں اس بری طرح سے گرفتار ہوجاتے ہیں کہ زندگی بھر چھٹکارا ناممکن ہے۔ اسی لئے ان تاجروں کو اصل سے بڑھ کر سود عزیز ہے کیونکہ ان کی دولت کے ارتکاز اور پھیلاؤ کا راز سود ہی میں مضمر ہے لیکن اس بھرے بازار میں صرف محمدؐ بن عبداللہ ہی ایک ایسے تاجر ہیں جو سود سے نفرت کرتے ہیں وہ بلا سود رقم یا مال ادھار دینے میں کبھی نہیں ہچکچاتے اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری ان کا مقصد حیات نہیں جب کہ ان کے چچا سود کے باعث لکھ پتی ہوگئے ہیں لیکن محمدؐ بدستور بے زور تہی دست ہیں اور اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔

نیکی اور سچائی ہمیشہ اپنا اثر رکھتی ہے جب بندہ ان اچھے اصولوں کو اپناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی محبت دیگر مخلوقات کے قلوب میں ڈال دیتا ہے اور ان اصولوں کی مہک دور دور تک پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے محمدؐ بن عبداللہ اپنی دیانت و امانت کی باعث پورے علاقے میں مشہور ہوگئے کہیں آپ کی صداقت کے چرچے ہیں تو کہیں امین کے لقب سے پکارا جارہا ہے۔

مگر ایک بات قابل غور ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ کا مال تجارت دیگر تاجروں سے بہت جلدی فروخت ہوجاتا ہے۔ بکری بھی زوروں پر ہے' پھر سرمایہ کی قلت کیوں؟ جب کہ ان کے چچا ابولہب' عباس اور حمزہ لکھ پتی ہوگئے' بنی مخزوم کے ولید بن مغیرہ اور ہشام ترقی کرتے کرتے بہت بڑے سرمایہ دار بن چکے ہیں' بنوامیہ کے عفان بن ابوالعاص اور ابوسفیان بن حرب کی دولت کا کوئی شمار ہی نہیں ہے' عبدشمس کے عتبہ اور شیبہ لاکھوں میں کھیلتے ہیں' بنوتیم کے ابوقحافہ اور ان کے بیٹے ابوبکر کی دکانیں چمک اٹھی

ہیں لیکن ایک جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ان کے پاس دولت کی ریل پیل نہیں ہوتی' حالانکہ گاہک خریداری کے لئے سب سے پہلے ان کے پاس آتے ہیں۔

جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہیں نہ باپ' نہ ماں' نہ بہن اور نہ بھائی صرف ابو طالب کے اہل و عیال ہیں جو خود بھی تجارت کرتے ہیں ان کا لڑکا طالب بھی کام کرتا ہے اور حصول معاش میں دونوں باپ بیٹے مشقت کرتے ہیں۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمت کرتے ہیں مگر لین دین کی اس گرم بازاری میں ان کے پاس سرمایہ جمع نہیں ہوتا' عتبہ کے دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے وہ ایک روز جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں دبے پاؤں روانہ ہو جاتا ہے اس نے دیکھ لیا ہے کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں اناج اور سکوں کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ہیں' کسی میں دن بھر کی کمائی ہے' کسی میں اناج ہے وہ انہیں لئے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوتے ہیں۔

عتبہ چھپ چھپ کر ان کے پیچھے آرہا ہے جناب محمدؐ ایک مکان کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں ایک نحیف و نزار بڑھیا باہر آتی ہے۔ آپ اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھما دیتے ہیں اور اس کی تحسین سے بے نیاز آگے بڑھ جاتے ہیں' عتبہ غور سے دیکھتا اور چونک اٹھتا ہے۔

اوہ...... یہ تو قیس کا گھر ہے جو حرب فجار میں ہلاک ہو گیا تھا' یہاں اس کے چھوٹے چھوٹے بچے اور مریضہ ماں رہتی ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

عتبہ پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتا ہے چند قدم چلنے کے بعد آپ ایک دروازہ پر دستک دیتے ہیں ایک بوڑھا اپاہج باہر نکلتا ہے۔ اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں گال پچکے ہوئے' رنگ زرد ہاتھوں میں رعشہ۔ عتبہ نے دیکھا کہ جناب محمدؐ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے بعد اسے ایک تھیلی دے کر آگے بڑھ جاتے ہیں بوڑھے کے لب ہلتے ہیں آنکھیں بھیگ جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دعائیں دے رہا ہے۔

محمد آگے بڑھتے ہیں ایک جگہ چند بچے کھیل رہے ہیں مٹی اور دھول سے انہوں نے اپنے کپڑے گرد آلود کر لئے ہیں وہ دیکھنے میں میلے کچیلے نظر آتے ہیں جب ان بچوں نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھ لیا تو ایک بچہ زور سے پکارتا ہے:

''وہ آگئے' وہ آگئے محمدؐ آگئے''

اس پر تمام بچے آپ کی طرف دوڑ لگاتے ہیں کوئی آپ کی ٹانگوں سے چمٹ جاتا ہے' کوئی عبا کا دامن تھام لیتا ہے' کسی کا ہاتھ آپ کے بازو کو چھوتا ہے' کوئی تھیلیاں ٹٹولتا ہے یہ سب مفلس و قلاش والدین کے بچے ہیں' ان میں کئی بچے یتیم بھی ہیں۔

ایسے گندے اور غریب بچوں سے عتبہ ہمیشہ نفرت کرتا تھا وہ ان کے مفلس و نادار والدین کی شکلوں سے بیزار رہتا تھا ان بچوں کے لئے اس کے دل میں کوئی ہمدردی و محبت نہیں تھی لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جناب محمدؐ کسی بچہ کو چومتے ہیں' کسی کو گود میں اٹھا لیتے ہیں کسی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہیں اور ان کے درمیان بیٹھ کر تھیلیاں باری باری سب بچوں میں تقسیم کر دیتے ہیں' بچے خوشی و مسرت سے اچھلتے کودتے اور شور مچاتے اپنے گھروں کی طرف بھاگ اٹھتے ہیں اور جناب محمدؐ بچوں کو اس طرح خوش و خرم دیکھ کر مسکرانے لگتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔

راستے میں عتبہ جناب محمدؐ سے ملتا ہے مگر اس کی زبان پر تالا پڑ جاتا ہے وہ کچھ کہے بغیر چپ چاپ آگے روانہ ہو جاتا ہے۔

''ہونہہ تو یہ بات ہے۔ عتبہ زیر لب بڑبڑاتا ہے' شکر ہے ابو طالب کا بھتیجا دولت کی قدر کرنا نہیں جانتا اس کے سنگریزوں کی طرح بیواؤں' یتیموں اور بچوں میں تقسیم کر رہا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر مکہ میں کوئی متمول نہ ہوتا' تجارت میں اس نے وہ نام پیدا کیا ہے کہ گاہک ناک کی سیدھ میں اس کی دکان پر آتے ہیں' اگر یہ بھی اپنے چچا ابولہب عباس یا حمزہ کی طرح دولت کا قدر شناس ہوتا تو اس نوعمری میں ہی مکہ کا سب سے بڑا سرمایہ دار ہوتا۔''

یہی بازار عکاظ ہے جہاں جناب محمدؐ نے شہسواری اور نیزہ بازی کے کرتب دیکھے ہیں' یہیں اپنے چچاؤں عباس اور حمزہ کو میدان مارتے دیکھا ہے۔ اس بازار میں آپ نے شاعروں کی لن ترانیاں سنی ہیں لیکن اس سے آگے قدم تک نہیں بڑھایا ہے کیونکہ وہاں رقص و سرود اور داستان گوئی کا بازار گرم رہتا ہے۔

اسی بازار میں آپ نے بازی جیتنے والوں کو ضیافتوں میں دولت لٹاتے دیکھا ہے' یہیں ہارنے والے انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اسی جگہ خاندانی تفاخر کی خاطر خون کی لکیروں سے رنگین کیا گیا ہے' یہاں شراب و شاعر کے فتنے شعلہ جوالہ میں تبدیل ہو رہے ہیں' لیکن جناب محمدؐ کو کسی سے کوئی سروکار نہیں ہے' عیش و نشاط ہو یا حس و انتقام'

فخر و غرور ہو یا تذلیل و توہین۔

جناب محمدؐ ان سب لغویات سے بے نیاز ہیں۔ ان کی جوانی کا رخ عاقبت کی طرف ہے تخریب کی جانب ان کے قدم ہی نہیں اٹھتے' ان کی دولت کا استعمال ایسی بے ہودہ اور خلاف فطرت' قبیح اعمال کے لئے نہیں ہوتا ہے۔

بازار عکاظ کا یہ تاجر سب سے انوکھا اور قابل تحسین وعدہ وفائی ایفائے عہد کا منظر بھی اس آسمان نے دیکھا کہ جب عبداللہ بن ابی الحمساء آپ سے معاملہ طے ہو جانے کے بعد کہتا ہے:

"محمدؐ آپ یہیں ٹھہریں میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

لیکن کاروبار کی مصروفیت کے باعث وہ بھول جاتا ہے کہ اس نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار کے لئے کہا ہے تین دن گزر جاتے ہیں' اس کے ذہن میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ اب تو محمدؐ جا چکے ہوں گے' لیکن دوسرے ہی لمحہ وہ سوچتا ہے اگر ایسا ہوتا تو محمدؐ میرے پاس آتے مجھے اپنا وعدہ یاد دلاتے' وہ یقیناً وہیں ہوں گے' کیوں آج تک کسی نے انہیں اپنے قول و قرار سے پھرتے نہیں دیکھا' اور مکہ میں ہر شخص کو اس کا اعتراف ہے وہ صادق و امین ہیں' ہو نہ ہو وہ ضرور وہیں ہوں گے۔

جب عبداللہ بن ابی الحمساء جگہ مقررہ پر پہنچتا ہے تو ندامت سے اس کا سر جھک جاتا ہے' پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے کیونکہ جناب محمدؐ بدستور اس جگہ کھڑے اس کا انتظار کر رہے ہیں وہ آگے بڑھ کر ایک مجرم کی طرح کہتا ہے:

"محمدؐ مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں وقت پر نہ پہنچ سکا' دراصل میں اس معاملہ کو یکسر بھول گیا تھا' مجھے معاف کردو۔"

اتنی کوفت و انتظار اور دشواری و پریشانی اٹھانے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف شفقت سے دیکھتے ہیں اور نہایت بردباری اور ملائمت سے فرماتے ہیں:

"عبداللہ! تم نے مجھے مشقت میں
مبتلا کیا ہے' میں تین دن سے متواتر
تمہارے انتظار میں رہا ہوں۔"

عبداللہ اب جناب محمدؐ کی صداقت اور امانت کا نقیب بن چکا ہے اور یہ آواز کوچہ و بازار سے نکل کر دور دور تک پھیل جاتی ہے' فضا مسکراتی ہے اور سحر کے جھونکے وادی مکہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

"اے مکہ تجھے مبارک ہو' تیری
سرزمین پر وہ صادق اور امین موجود ہے
جس کے لئے آج سے تقریباً ساڑھے
پانچ سو سال پیشتر ابن مریم علیہا السلام نے
کہا تھا: مجھے تم سے اور بھی کئی باتیں کہنا ہے
لیکن اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے
لیکن جب وہ (یعنی سچائی کی روح) آئے
گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔"

اے وادی مکہ تو مبارک ہے ہم تیرے ذرے ذرے کو چومتے ہیں' آنکھوں سے لگاتے اور سر پر بٹھاتے ہیں۔ ہم جناب محمدؐ کے صدقے میں تیری بزرگی اور عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اور اے سرزمین مکہ کیا تجھے معلوم ہے کہ ایک روز خدائے ذوالجلال تیری قسم کھائے گا کہ تجھ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں۔

☆☆..........☆☆

استاذ القراء حضرت قاری غلام رسول صاحبؒ

تحریر: مولانا مفتی محمود

استاذ القراء قاری غلام رسول صاحبؒ مانسہرہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے' والد صاحب بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے خانقاہ سراجیہ حاضر ہوئے اور بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ کے حکم سے استاد محترم قاری سعید احمد کانپوریؒ سے حفظ و قرات کی تکمیل کی۔ مانسہرہ کے علاقہ میں آپ سب سے پہلے حافظ بنے اور اپنے گاؤں بلنگ بالا میں حفظ قرآن کی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ طلباً جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے اور حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا اور اب ہزارہ ڈویژن میں لاتعداد مدارس ہیں جو قاری صاحبؒ کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ قاری صاحبؒ کی بیعت کا پہلا تعلق حضرت اعلیٰ مولانا احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا پھر حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کے انتقال کے بعد حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب' امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بیعت کی۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے حکم پر اپنے دو بیٹے قاری مفتاح السلام اور قاری مصباح السلام کو تدریس کے لئے وقف کر دیا۔ قاری صاحبؒ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خانقاہ سراجیہ کا ادب اتنا کرتے تھے کہ خانقاہ میں اونچی آواز سے بات کرنا خلاف ادب سمجھتے تھے۔ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ جب مانسہرہ تشریف لاتے اور بلنگ بالا آتے تو آپ کی میزبانی میں قاری صاحبؒ پیش پیش ہوتے۔ قاری صاحب کا انتقال ۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کی صبح دس بجے خانقاہ سراجیہ میں ہوا' خانقاہ سراجیہ کے قبرستان میں اپنے استاذ محترم مولانا قاری سعید احمد کانپوریؒ کے قدموں میں تدفین ہوئی۔ ۷۰ سال تک مانسہرہ میں قرآن مجید کی تدریس کی۔ آپ کے پانچ بیٹے حافظ قرآن ہیں اور دو بیٹیاں اور لاکھوں شاگرد آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحبؒ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر انگریزوں نے

غدار تلاش کر لیا

برٹش حکومت نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ مسلمانوں سے جذبہ جہاد ظلم و تشدد سے ختم نہیں ہو سکتا' اس لئے کوئی دوسری تدبیر سوچنی چاہئے کیونکہ انگریز مسلمانوں کے اس جذبہ جہاد کو ختم کر کے ہندوستان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکومت کا خواب دیکھا جا رہا تھا۔

محمد فیاض

ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی تاریخ اسلام ہمیں یہ بتانے سے قاصر رہی کہ ایسا کوئی دور نہیں گزرا جس میں مسلمانوں اور نصرانیوں کی آپس میں معرکہ آرائی نہ ہوئی ہو' ہر دور میں عیسائیوں نے مسلمانوں کی بھرپور مخالفت کی اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی' مگر اسلامی طاقت کے بڑھتے اور بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے ان کی ایک نہ چلی اور تلاطم خیز موجوں کے سامنے وہ نہ ٹھہر سکے' جب نصرانیوں نے دیکھا کہ ہم بذریعہ تلوار مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہر دفعہ ذلت و رسوائی کا طوق گلے میں ڈالنا پڑتا ہے تو عیسائیوں نے پرانے زخموں اور شکستوں کا انتقام لینے کی خاطر مسلمانوں کے بھیس میں چھپے ہوئے زر پرست پیدا کر کے مسلمانوں کے خلاف ان سے کام لینا شروع کر دیا' انہی معرکہ آرائیوں اور چپقلشوں کا دور اس وقت ہندوستان میں شروع ہوا جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہو گئی' دشمنان اسلام کے متحدہ محاذ نے مسلمانوں کی حکومت چھین لی' اور مسلمان اسی مسند خلافت کے نیچے دب گئے' جس مسند پر وہ سینکڑوں سال حکمرانی کرتے رہے' مسلمانوں پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے' مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا' ان دنوں مسلمانوں میں ذہنی بے چینی عروج پر تھی' اس لئے انگریزوں نے موقع غنیمت جان کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی اپنی پوری صلاحیت صرف کر دی' مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے عیسائی پادریوں نے مسیحیت کی تبلیغ شروع کر دی' ان نازک موقع پر علماء حق نے ہر مقام پر ان کا مقابلہ کیا' عیسائی پادریوں سے کئی مناظرے کئے اور انہیں شکست دی' مگر مسلمان عام طور پر یاس و ناامیدی کے دریا میں غوطہ زن تھے' لوگ جنگ آزادی کی جدوجہد کے انجام اور مختلف تحریکوں کی ناکامی کو دیکھ کر مایوس ہو چکے تھے۔ اس بے چینی و کشمکش کا زیادہ تر اظہار پنجاب میں کیا جا رہا تھا جو ضعیف الاعتقادی اور دینی ناواقفیت کا خاص مرکز تھا' ہر علاقہ اسی سال تک مسلسل حکومت کے مصائب برداشت کر چکا تھا' اسی لئے پنجاب کے لوگوں کے عقائد میں تزلزل اور دینی حمیت میں خاصا ضعف آ چکا تھا' وہاں پر اسلامی زندگی اور معاشرے کی بنیادیں کمزور ہو چکی تھیں مگر انگریز اتنے مظالم ڈھانے کے باوجود بھی مسلمانوں سے خوفزدہ رہتے تھے' انہیں ایک سو برس برصغیر میں رہ کر اندازہ ہو چکا تھا کہ مسلمانوں کے لئے جہاد جسم میں روح کا درجہ رکھتا ہے' جہاد کا شوق ہر وقت ان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے' انگریزوں کے نزدیک مسلمانوں کی یہی فطرت اور مزاج خطرناک تھا وہ جانتے تھے کہ مسلمان ہمارے تشدد کے ذریعے محکوم تو ہو گئے ہیں مگر ان کے قلوب ابھی تک ہماری حکمرانی سے آزاد ہیں' انہیں موت سے عشق ہے اس لئے یہ کسی وقت بھی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب "مسلمز اور انڈین" سے ہو سکتا ہے اس نے واضح طور پر لکھا مسلمانوں میں جہاد کا تصور ان کی سلطنت کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے' برٹش حکومت نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ مسلمانوں سے جذبہ جہاد ظلم و تشدد سے ختم نہیں ہو سکتا' اس لئے کوئی دوسری تدبیر سوچنی چاہئے کیونکہ انگریز مسلمانوں کے اس جذبہ جہاد کو ختم کر کے ہندوستان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکومت کا خواب دیکھا جا رہا تھا' اس سلسلے میں انگلستان کی حکومت نے ۱۸۶۹ء میں ایک وفد ہندوستان روانہ کیا' جس کے سپرد یہ کام تھا کہ مسلمانوں کے اندر انگریزوں کی وفاداری کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے' اس وفد نے واپس انگلستان جا کر "دی اراول آف برٹش امپیرین ان انڈین" کے عنوان سے رپورٹ لکھی' انہوں نے تحریر کیا' ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے' اگر اس وقت ہمیں کوئی آدمی مل جائے جو "اپاسٹلک رپورٹ" ہونے کا روپ دھار لے تو اس شخص کی جھوٹی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جا سکتا ہے: "تلخیص" مسلمانوں کی ترقی کے لئے ہمیشہ غداروں نے اہم

رول ادا کیا' اور مسلمانوں کو قعر مذلت میں دھکیلنے کے لئے ہر دور میں دشمنان اسلام کی مدد کی' دشمنان اسلام مسلمانوں کے ساتھ زور بازو سے کبھی نہیں لڑے اور نہ ہی وہ لڑ سکتے تھے اس لئے انہوں نے غداروں کے ذریعے مسلمانوں کو شکست دی' نصرانیوں نے اندلس میں موسیٰ ابن غسان کو شکست دینے کے لئے ابوداؤد جیسے غدار سے کام لے کر اندلس کو تباہ کیا اور پھر اسلام کے شیدائی ٹیپو سلطان کو شکست دینے کے لئے جعفر کو مزید لیا' پھر عیسائیوں نے انیسویں صدی میں برطانوی حکومت مفادات کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا' برطانوی انٹیلی جنس کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا' جن میں مرزا دعویٰ نبوت کے لئے منتخب کیا گیا مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں ایک معمولی عہدہ پر چار سال تک ملازم رہا۔ جب اس کا انتخاب جھوٹی نبوت کے لئے ہوا تو اس نے سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے ملنا جلنا شروع کر دیا اور زیادہ وقت اس کا بٹلر کے ساتھ گزرنے لگا' تھوڑے عرصے کے بعد بٹلر واپس وطن چلا گیا اور مرزا قادیانی بھی ملازمت کو خیر باد کہہ کر قادیان چلے گئے' مرزا کی جائے ولادت یعنی پنجاب کے حالات بہت خراب تھے لوگوں پر مایوسی کے ابر چھائے ہوئے تھے' لوگوں کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کی منتظر تھی' اس لئے مرزا قادیانی کے الہامات کے لئے یہ ماحول اور فضا مفید ثابت ہوئی' انگریزوں کی خوشنودی کے لئے مرزا نے اپنی جھوٹی نبوت کے لئے زمین ہموار کرنا شروع کر دی مرزا کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ ۵۶۲ صفحات پر مشتمل چار حصوں میں ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مکمل ہو کر منظر عام پر آئی' اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کی تالیف سلسلہ احمد کے مطابق اسکو ماموریت کا تاریخی الہام مارچ ۱۹۸۲ء میں ہوا' اس سے پہلے اس نے ۱۸۸۴ء میں ملہم من اللہ کا اعلان کیا' دسمبر میں ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا کہ اللہ کی طرف سے وہ بیعت لینے کے لئے آئے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود بن بیٹھے مرزا انگریزوں کی رضا کا حق ادا کرتا ہی گیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کی دہلیز بھی پار کر گیا' ۱۹۰۴ء میں مرزا قادیانی نے کرشن ہونے کا اعلان کر دیا' مرزا قادیانی ان چاروں نکات کا مرکب بن کر منظر عام پر آئے' جو انگریزوں نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد سلب کرنے کے لئے تیار کئے تھے' مرزا قادیانی نے ایک نبی کا روپ دھار کر انگریزوں کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں

باقی صفحہ ۱۸ پر

مساجد کے لئے
خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ

قسط نمبر: ۲

حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری

قادیانیوں کے ملحدانہ شبہات اور مغالطے

اور قیامت تک کی بات خود مرزا نے بھی تسلیم کی ہے، لکھتا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس دجال پیدا ہوں گے۔"

(ازالہ اوہام در خزائن ص ۱۹۷ ج ۳)

بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی مدعیان نبوت قیامت تک آئیں گے سب کے سب کذاب و دجال ہی ہوں گے، ان میں کسی کے سچے ہونے کا سوال نہیں پیدا ہوتا، کیونکہ فرمادیا گیا: "لا نبی بعدی۔"

مرزا قادیانی کی جانب سے نبوت کی ملحدانہ تقسیم اور تعریف:

اس ملعون شخص نے اپنی مطلب برآری کے لئے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے نبی اور نبوت کے اندر تقسیم جاری کی، کہتا ہے:

"انبیا دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) تشریعی، (۲) غیر تشریعی، پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) براہ راست نبوت پانے والے، (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشتر صرف دو قسم کے نبی آتے تھے۔"

(مباحثہ راولپنڈی ص: ۱۷۵)

مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے:

"اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہوچکی ہے: (۱) تشریعی نبوت، اسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے، (۲) وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے، ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے، (۳) ظلی و امتی نبی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔"

(مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت ص ۳۱)

حقیقی یا تشریعی نبی کی تعریف:

از مرزا قادیانی:

"نبی و رسول ایسے شخص کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل شریعت یا احکام جدیدہ لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کے منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(مکتوب مسیح موعود مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء بحوالہ شان خاتم النبیین ص: ۲۱)

مستقل نبوت کا مفہوم:

از مرزا غلام احمد قادیانی:

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے، مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں، حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا، اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیا مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی در خزائن ص ۱۰۰ ج ۲۲)

ظلی اور بروزی نبوت کا مفہوم:

از مرزا قادیانی:

(۱) "ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا۔"

(حقیقۃ الوحی در خزائن ص ۳۰ ج ۲۲)

(۲) "خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے، یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئیں ہوں۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن ص ۳۴۱ ج ۲۳)

خلاصہ تحریرات سابقہ:

چونکہ لعین قادیان نبوت کا دعویٰ کرتا تھا، اس لئے اس نے محض اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے مذکورہ بالا تقسیم جاری کی، جس کا حاصل یہ نکلا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت بلاواسطہ ملا کرتی تھی اور اب بواسطہ اتباع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہے، اسی قسم کو وہ ظلی بروزی، مجازی نبوت کا نام دیتا ہے، لیکن کسی دلیل شرعی وعقلی سے اس تقسیم کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، احادیث شریفہ سے نبوت کو کل مان کر اس کے اجزاء تو ثابت ہیں، اگرچہ ان اجزاء کی تفصیل نہیں بتائی گئی، البتہ بعض اجزاء کے انقطاع کی اطلاع دی گئی ہے فرمایا گیا:

”(اب) نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔“

لیکن کسی حدیث شریف میں نبوت کو مقسم کلی مان کر اس کی جزئیات واقسام نہیں بتائی گئیں، بلکہ نبوت ہمیشہ صرف ایک ہی طرح کی رہی ہے، جو محض موہبت خداوندی سے حاصل ہوتی ہے، کبھی بھی کسی نبی کو نبوت بواسطہ اتباع نبی سابق نہیں ملی، ارشاد ہے:

ترجمہ: ”اللہ خوب جانتا ہے، جہاں رکھتا ہے اپنے پیغامات“ (سورۂ انعام:۱۲۴)

نیز ارشاد ہے:

ترجمہ: ”لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔“ (آل عمران:۱۷۹)

معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت امور وہبیہ میں سے ہے نہ امور کسبیہ میں سے، اس لئے میں بلاواسطہ اور بالواسطہ کی تقسیم جاری کرنا صراحتاً قرآن کریم سے معارضہ ہے، جس پر کفر وارتداد کا حکم آئے گا، چنانچہ علامہ سفارینی حنبلی ”شرح عقیدۃ سفارینی“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت مکتسب ہے تو وہ شخص زندیق ہے وہ واجب القتل ہے، اس لئے کہ اس کا کلام اور اعتقاد اس کا مقتضی ہے کہ نبوت (ابھی) منقطع نہیں ہوئی، حالانکہ یہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے (سراسر) مخالف ہے (وہ نص قرآنی اور احادیث متواترہ کہ جن میں یہ ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ہیں۔“ (ص:۲۵۷ ج ۲)

بروزی وظلی نبوت کے ثبوت کے لئے مرزائی دلائل (تحریفات) کا اصولی وکلی جواب:

جب قادیانیوں کو شرعی دلائل میں کوئی دلیل نہیں ملی، تو اہل باطل کا شیوہ اختیار کر کے آیات واحادیث میں تحریفات کر کے ان کو اپنے دلائل کے نام سے پیش کرنے لگے، جبکہ ان میں ان کی مزعومہ قسم ظلی وبروزی نبوت کا تذکرہ نہیں، ان کی تحریف معنوی کے بعد زیادہ سے زیادہ ان سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ مطلق نبوت جاری ہے، لہٰذا ان کو ہر قسم کی نبوت جاری ماننی چاہئے، جب کہ نبوت کی دو قسموں کو وہ بھی بند مانتے ہیں، تو وہ آیات واحادیث اگر ان کے خیال میں ہمارے دعویٰ انقطاع مطلق نبوت کے خلاف ہیں، تو ان کے اس دعویٰ کے بھی خلاف ہیں کہ نبوت کی دو قسمیں منقطع ہیں، لہٰذا ان کی پیش کردہ آیات واحادیث سے نبوت کی خاص قسم کے جاری ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب دعویٰ خاص ہے تو دلیل بھی خاص ہونی چاہئے، اب ان کی مستدل بعض آیات واحادیث کو الگ الگ پیش کر کے ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

آیات قرآنیہ میں مرزائی تحریف:

(۱) تحریف:

مرزائی ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ چنتا ہے یا چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔“ (سورۃ الحج:۷۵)

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں یصطفی اور رسلا مضارع اگرچہ حال اور استقبال دونوں کے معنی دیتا ہے، مگر یہاں حال کے معنی اس لئے نہیں کئے جاسکتے کہ لفظ رسلا جمع کا صیغہ ہے، اگر حال کے معنی لیں گے تو رسلا جمع کے صیغہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (واحد) کو مراد لینا پڑے گا، جو غلط ہوگا، لہٰذا یصطفی میں استقبال کے معنی لے کر رسلا کا مصداق آئندہ آنے والے نبی ہوں گے لہٰذا ثابت ہوگیا کہ آپؐ کے بعد سلسلہ رسالت ونبوت جاری ہے۔

تردید:

آیت کریمہ کا یہ مطلب اس کے سیاق وسباق کے خلاف ہے، آیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ ارسال رسل کی سنت الٰہیہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت کی جائے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے جو اس کا انکار کیا جائے، باری تعالیٰ تو فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتا رہا ہے، لہٰذا مضارع حکایت حال ماضیہ کے طور پر ہے، اگر اس کو استقبال کے معنی میں لیا جائے اور آپؐ کے بعد آنے والے انبیاً سے متعلق کلام کو کردیا جائے تو آیت کریمہ کا مقصود ہی فوت ہوجائے گا، اسی کا نام تحریف ہے کیونکہ یہ مطلب نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ کے معارض ہے۔

(۲) تحریف:

مرزائی ترجمہ: ''جولوگ اطاعت کریں گے اللہ کی اور اس کے رسول کی، پس وہ ان لوگوں میں شامل ہوجائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، یعنی نبی، صدیق، شہداء اور صالح۔'' (سورۂ نساء:۶۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت وفرمانبرداری سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

تردید:

اس آیت میں دنیا کے اندر مراتب ودرجات ملنے کا ذکر نہیں ہے، صرف اخروی رفاقت ومعیت کا تذکرہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ورسول کی اطاعت کی وجہ سے آخرت میں انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین کی رفاقت نصیب ہوگی، یعنی مطیعین جب ان حضرات سے ملنا چاہیں گے مل سکیں گے، مع کا مفہوم یہی ہے۔

البتہ دوسری آیات میں درجات کا ذکر ہے، مگر وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں:

ترجمہ: ''جولوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ صالحین میں داخل کئے جائیں گے۔'' (سورۂ عنکبوت:۹)

ترجمہ: ''جولوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہداء ہیں۔'' (سورۂ الحدید:۱۹)

وسوسہ:

مرزائی کہتے ہیں کہ مع بمعنی من ہے: جیسے

ترجمہ: ''نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے۔''

(سورۂ حجر:۳۱ ترجمہ شیخ الہندؒ)

کیونکہ سورۂ اعراف میں لم یکن من الساجدین وارد ہوا ہے۔ ترجمہ: ''نہ تھا سجدہ کرنے والوں میں۔''

جواب: مع بمعنی من کلام عرب میں مستعمل نہیں ہوتا، اور اہل زبان مع پر من داخل کرکے بولتے ہیں جئت من معہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خود مع من کے معنی میں نہیں آتا۔ رہی استدلال میں پیش کردہ آیت تو اس میں مع رفاقت ہی کے معنی میں ہے، کیونکہ اس میں شیطان کے اس جرم کا بیان ہے کہ اس نے جماعت ساجدین سے مفارقت اختیار کی تھی، اور سورۂ اعراف والی آیت میں اس کے دوسرے جرم یعنی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا بیان ہے۔ اس لئے پہلی آیت میں مع ہی مناسب ہے اور دوسری آیت میں مِن ہی مناسب ہے۔

(۳) تحریف:

ترجمہ: ''بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تونے فضل فرمایا۔''

(سورۂ فاتحہ ترجمہ شیخ الہندؒ)

ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی ہے کہ مجھ سے وہ انعامات مانگو جو گزشتہ لوگوں پر میری طرف سے ہوتے رہے ہیں اور دوسری طرف خود انعامات کی تشریح فرمادی ہے کہ ان انعامات سے مراد نبوت صدیقیت اور شہادت وصالیت ہے گویا باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم سے نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالیت کے حصول کی دعا کیا کریں، اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

تردید:

(۱) اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلانے کی دعا سکھلائی گئی ہے، نہ کہ نبی بننے کی، (۲) نبوت کا حصول بذریعہ دعاؤں کے نہیں ہوتا، یہ محض موہبت ربانی سے حاصل ہوتی ہے، (۳) یہ دعا عورتیں بھی پڑھتی ہیں، مگر آج تک ایک عورت بھی نبیہ نہیں ہوئی، (۴) آیت سے اجرائے نبوت کا مضمون نکالنا نصوص ختم نبوت کے خلاف ہے۔

(۴) تحریف:

ترجمہ: ''اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس کہ سنائیں تم کو آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

(سورۂ اعراف:۳۵ ترجمہ شیخ الہندؒ)

اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ''بنی آدم'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد کے لوگ مراد ہیں نہ کہ گزشتہ زمانے کے لوگ جس سے واضح ہے کہ نبوت جاری ہے۔

تردید:

آیت کریمہ کا سیاق وسباق صاف بتارہا ہے کہ اس میں ''بنی آدم'' سے مخاطب حضرت آدم علیہ السلام کی اولین اولاد ہے، کیونکہ اس سے پہلے حضرت آدم کے پیدا کئے جانے اور شیطان کے بہکاوے میں آکر جنت سے ان کے مع ذریت کے نکالے جانے کا تذکرہ ہے، پھر آگے چل کر اسی ذیل میں یہ فرمایا گیا کہ اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں ان کا کہنا ماننا، جو صلاح اختیار کرے گا ان پر کوئی خوف نہیں اور جو تکذیب کرے گا وہ اصحاب النار میں سے ہے۔

اسی طرح کا مضمون سورۂ بقرہ میں بھی قصہ آدم کی تفصیل کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: ''پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (بقرہ:۳۸ ترجمہ شیخ الہندؒ)

(جاری ہے آئندہ)

اخبارِ ختمِ نبوت

مولانا عبدالحکیم نعمانی کا تبلیغی دورہ ضلع پاکپتن

پاکپتن (رپورٹ: حافظ محمد یٰسین ناظر) ضلع پاکپتن میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں اور غیر آئینی شرانگیزیوں کے تدارک کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اس ضلع کا تبلیغی دورہ کیا۔ مدرسہ عربیہ حنفیہ گوڑی والا مدرسہ جامع مسجد نمرہ گرین ٹاؤن جامع مسجد مدینہ میں دروس قرآن کی محافل سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نعمانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت تمام اہل اسلام کا متفقہ اور بنیادی عقیدہ ہے اسی عقیدہ کے تحفظ کی خاطر جنگ یمامہ میں بارہ سو کے لگ بھگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی قیمتی جانیں قربان کیں۔ برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس متفقہ عقیدہ کی مخالفت کی اور نبوت کا جھوٹا دعویدار بن بیٹھا اس وقت تمام مکاتب فکر کے علماء اور ہر طبقہ اسلامی سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس کا علمی تعاقب کیا لیکن اس دور کے حکمرانوں کی پشت پناہی میں یہ فتنہ پروان چڑھا اور تا حال اس کی شرانگیزی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے منظم اور بھرپور انداز میں لوگوں کو قادیانی فتنہ کی شرانگیزی سے روشناس کرایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جتنی بھی ملک دشمن اور اسلام دشمن تحریکیں ابھری ہیں اکثر ان کے پس پردہ قادیانیوں کی سازش کارفرما ہوتی ہے۔

دریں اثنا مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ضلع پاکپتن کے مشہور شہر ملکہ ہانس میں جامع مسجد کرتالاں والی جامع مسجد موہلانوالی اور مدرسہ فیض القرآن میں ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس موقع پر انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں سے اسلامی شعائر کو اتروا کر محفوظ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیوں کے گرجا گھر ہندوؤں کے مندر اور سکھوں کے گردواروں کی طرح قادیانیوں کی عبادت گاہوں کی شکل مساجد سے مختلف رکھنے اور ان کی موجودہ عبادت گاہوں کی شکل تبدیل کر کے ان میں سے مینار و محراب ہٹانے کے لئے صدارتی آرڈی نینس کو بلا تاخیر نافذ کیا جائے اور قادیانی عبادت گاہوں کا نام مسجد کی بجائے ''مرزاڑہ'' یا ''قادیانی عبادت گاہ'' رکھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر (ربوہ) میں قائم قادیانی عبادت گاہوں کے نام اقصیٰ مہدی مبارک اور ان کے مرگھٹ کا نام بہشتی مقبرہ کے بجائے انہیں تبدیل کر کے دیگر نام رکھے جائیں۔ اس موقع پر انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اسے فی الفور قادیانیوں کی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لینا چاہئے۔

دریں اثنا مولانا نعمانی نے شہر عارف والا میں مدرسہ فاروقیہ جامع مسجدی بلاک جامع مسجد گلی غریب محلہ اور جامع مسجد رحمانیہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں جاری دہشت گردی کے پس پردہ قادیانیوں کے مذموم عزائم کارفرما ہیں۔ قادیانی گروہ ملک میں امن کا خواہاں نہیں اور مختلف مکاتب فکر کے باہمی نزاع کو ہوا دے کر مذہبی اور سماجی شخصیات کو تہہ تیغ کروا رہا ہے۔ ملک میں داخلی و خارجی انتشار بھی قادیانیوں کی مذموم سازشوں کا نتیجہ ہے۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اپنے دورے کے دوران مولانا عبدالوہاب مولانا طارق ندیم مولانا عبدالمجید قاری محمد افضل محترم عبدالرزاق اور دیگر رفقاء سے ملاقات کی اور مختلف جماعتی امور پر ان سے تبادلہ خیال کیا۔

جناب عبدالغفار مغل کو صدمہ

کنری (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے فعال کارکن جناب عبدالغفار مغل کے خسر جناب حاجی فضل کریم مغل نقشبندی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت میر احمد مور جھنگو کے خلیفہ تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے امیر جناب بشیر احمد قلندر ناظم ماسٹر عبدالواحد ماسٹر عبدالرشید اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا خان محمد کندھانی نے مرحوم کے گھر جا کر ان کے ورثاء سے تعزیت کی۔

☆☆..................☆☆

RECD. NO. SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ، اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122، Fax:542277

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340